مجاھد لکھنوی

آئینۂ شہادت

مجاہد لکھنوی

قیمت:۔ دو روپے پچاس پیسے

بار اول ــــــــــ ایک ہزار
جنوری ــــــــــ ۱۹۷۵ء

مقام اشاعت

۲۹۶ ـــــ قاسم آباد۔ کراچی

مطبوعہ: سندھ آفسٹ پرنٹرز۔ کراچی

ترتیب

مناجات

بدرگاہِ مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام

یہ مناجات بدست مبارک عالیجناب
برکت حسین شاہ صاحب روضۂ اقدس
مشکلکشائے کائنات نجف اشرف پر
نذر کی گئی

علیؑ میرے مولا علیؑ میرے آقا
تمہاری عطا کا دو عالم میں شُہرہ
سخی ایسا چشمِ فلک نے نہ دیکھا
ملک نے بھی آکر تمہیں سے ہے مانگا

جو چاہا وہ مانگا جو مانگا وہ پایا
علیؑ میرے آقا علیؑ میرے مولا

جو آیا ہے در پر تمہارے سوالی

نہ پلٹا وہ لے کر کبھی ہاتھ خالی

جبیں اپنی اس در پہ جس نے جھکالی

خدا کی قسم اس نے قسمت بنالی

نبیؐ نے بھی مشکل میں تم کو پکارا

علیؑ میرے آقا علیؑ میرے مولا

تمہارے لئے ڈوب کر مہر پلٹا

خدا نے نظامِ شب و روز بدلا

نہیں کوئی ملتا زمانے میں ایسا

کہ اللہ کو جس کا سجدہ ہو پیارا

کمالِ عبادت یہی تھا تمہارا

علیؑ میرے آقا علیؑ میرے مولا

تمہیں جانشینِ شہِ دوسرا ہو
نبیؐ تک پہنچنے کا تم واسطہ ہو
نہ سمجھا یہ اب تک زمانہ کہ کیا ہو
خدا تو نہیں ہو مگر ناخدا ہو
لگا دو برائے خدا پار بیڑا
علیؑ میرے آقا علیؑ میرے مولا

تمہیں ہو مصیبت میں کام آنے والے
ہو نادِ علیؑ کی سند پانے والے
مرادیں دلوں کی ہو بر لانے والے
جوابِ نکیرین بتلانے والے
کرم ہو مرے حال پر میرے مولا
علیؑ میرے آقا علیؑ میرے مولا

مراد اپنی اس در سے غیروں نے پائی
مرے واسطے دیر کیوں ہے لگائی
ہے دستِ مبارک میں مشکل کشائی
نہ کیوں پار پھر میری کشتی لگائی
بڑی آس لے کر غلام آج آیا
علیؑ میرے آقا علیؑ میرے مولا

دکھا دو علی اپنی قدرت دکھا دو
بنا دو مری آج قسمت بنا دو
محب ہوں محبت کا مجھ کو صلہ دو
مقدر کی جو تاریکیاں ہیں مٹا دو
کہ ہر لفظِ کُن پر ہے قبضہ تمہارا
علیؑ میرے آقا علیؑ میرے مولا

خدا کے لئے میری فریاد سن لو
گنہگار ہوں میں کرم کی نظر ہو
تمنا ہے جو کچھ خبر سب ہے تم کو
یہ دامن ہے خالی مرادوں سے بھر دو
نہیں ہے تمہارے سوا کوئی میرا
علیؑ میرے آقا علیؑ میرے مولا

محمدؐ کا بنت پیمبرؐ کا صدقہ
شہیدِ وفا اپنے شبرؑ کا صدقہ
تمہیں کربلا والے دلبرؑ کا صدقہ
ہے کلثومؑ و زینبؑ کی چادر کا صدقہ
مری آج فریاد سن لو خدارا
علیؑ میرے آقا علیؑ میرے مولا

نہ جاؤں گا میں اٹھ کے در سے تمہارے
لگا دو گے جب تک نہ کشتی کنارے
تمہیں تو ہو دونوں جہاں کے سہارے
محمدؐ کے پیارے خدا کے بھی پیارے
تمہیں نے نبیؐ کا سفینہ بچایا
علیؑ میرے آقا علیؑ میرے مولا

غلامِ غلامانِ قنبرؓ ہوں مولا
گنہگار ہوں سب سے بدتر ہوں مولا
میں بگڑا ہوا اک مقدر ہوں مولا
وِلا سے تمہاری تونگر ہوں مولا
مجھے اپنے دامن میں مولا چھپانا
علیؑ میرے آقا علیؑ میرے مولا

نظر ہو مجاہد پہ مولا کرم کی
ہو آسان آئے گھڑی جو الم کی
محبت بڑھے دل میں شاہ امم کی
عطا مجھ کو توفیق ہو شہ کے غم کی

صدا غم رہے شاہِ کرب و بلا کا
علیؑ میرے آقا علیؑ میرے مولا

علیؑ علیؑ ہے

بدل رہا ہے نظامِ عالم
قدم قدم انقلاب پیہم
مگر ہماری زباں پہ ہر دم
علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے

علیؑ کا در سجدہ گاہِ عالم
یہاں پہ شاہوں کے سر بھی ہیں خم
درِ علیؑ کی یہ ہے بلندی
جبیں ملک کی جھکی ہوئی ہے

یہ نام نامی ہے اسمِ اعظم
اسی سے ملتا ہے عزمِ محکم
سند ملی جسکو لافتیٰ کی
وہ مردِ میداں یہی علیؑ ہے

اٹھا کے سر جب بھی زور باطل
ہوا ہے اسلام کے مقابل
ادھر کہا یا علیؑ زباں سے
ادھر سے فتح و ظفر ملی ہے

خدا نے تلوار جس کو بھیجی
نبیؐ نے دی جسکو اپنی بیٹی
یہ مرتبہ اور کس نے پایا
کسے یہ رفعت بھلا ملی ہے

کٹھن کوئی وقت جب بھی آیا
علیؑ کو دنیا نے ہے پکارا
یقیں غیروں کو بھی یہی ہے
کہ نام حیدرؑ سے زندگی ہے

جو دل سے عاشق ہوا علیؑ کا

بنا وہی دوست بھی نبیؐ کا

اسی نے پہچانا اپنے رب کو

خدا کا محبوب بھی وہی ہے

نبیؐ کے قبضے میں ہیں دو عالم

علیؑ کے قبضے میں ہیں دو عالم

خدا خدا ہے نبیؐ نبیؐ ہے

نہ وہ خدا ہے نہ یہ نبیؐ ہے

نہیں ہے جسکو علیؑ سے الفت

نہ سمجھا وہ مقصدِ رسالت

خدا کو سمجھے وہ کس طرح سے

جو دل میں حیدرؑ سے دشمنی ہے

نبیؐ نے خود راستہ بتایا

کہ یا علیؑ کہہ کے ہے پکارا

علیؑ سے پھرنے کا ہے نتیجہ

جو آج دنیا بھٹک رہی ہے

عقیدہ اپنا یہ ہے مجاہد

وہی ہے مشہود وہی شاہد

نظر ہے نورِ خدا سے روشن

علیؑ کی صورت جو دیکھ لی ہے

مسدّس

یا علیؑ کہہ کر سوئے میداں چلے زینبؑ کے لال
دیکھنے میں تھے بہت کم سِن اگر وہ نونہال
تھا مگر دونوں کے چہروں پہ یداللّٰہی جلال
ایک تھا تصویرِ جعفرؑ ایک حیدرؑ کی مثال
جنگ کا جذبہ مثالِ شاہِ خیبر گیر تھا
سلوٹیں ماتھے پہ تھیں یا لافتیٰ تحریر تھا

ماں نے جو کی تھی دمِ رخصت نصیحت یاد تھی
کس طرح شبیرؑ کی کرنا تھی نصرت یاد تھی
دین کی کس طرح کرتے ہیں حمایت یاد تھی
جو سنی تھی ماں سے حیدرؑ کی شجاعت یاد تھی
گھر سے نکلے ننھے شجاعت آزمانے کے لیے
جا رہے تھے اک نیا خیبر گرانے کے لیے

تھی یہی آپس میں دونوں بھائیوں کی گفتگو
دیکھ لیں گے آج یہ شامی ہیں کتنے جنگجو
بھاگ کر جائے گی ملکِ شام تک فوجِ عدو
آج دنیا دیکھ لے گی جنگِ حیدرؑ ہو بہو
کاٹ کر لائیں گے ہم بھی سعد کے دلبر کا سر
جس طرح لائے تھے حیدرؑ مرحب و عنتر کا سر

کیا سمجھ بیٹھے ہیں آخر دل میں اپنے یہ لعین
ہاشمی تیغوں کے جوہر جانتے کیا یہ نہیں
جب علیؑ کی تیغ چمکی تھی میانِ مشرکیں
آ گئے تھے عرش سے گھبرا کے جبریلِ امیں
ایک حملے نے تہ و بالا دو عالم کر دیئے
جو غرورِ کفر سے اونچے تھے سر خم کر دیئے

یاد کیا ان کو نہیں مرحب کی عنتر کی شکست

بھول بیٹھے اپنے اس جرار لشکر کی شکست

آج یہ دُہرائیں کے خندق کی خیبر کی شکست

کھینچ کر لائی ہے پھر ان کو مقدر کی شکست

پہلے تو کھائی تھی اس گھر کے بزرگوں سے شکست

آج کھائیں گے یہی بچّوں کے ہاتھوں سے شکست

دونوں بچّوں کے لبوں پر تو اِدھر یہ ذکر تھا

کر رہی تھیں اُس طرف زینب یہ خالق سے دعا

واسطہ تجھ کو محمدؐ مصطفیٰؐ کا اے خدا

ٹال دینا سر سے میرے بھائی کے تو یہ بلا

دونوں بیٹے جان سے جائیں تو جائیں غم نہیں

غم اُٹھائے بھائی کا زینب میں اتنا دم نہیں

تو ہے واقف غم سہا نانا کا لیکن اُف نہ کی
اہتمامِ غم کیا زہراؑ کا لیکن اُف نہ کی
اور پھر ماتم کیا بابا کا لیکن اُف نہ کی
دل پہ غم سہنا پڑا بھیا کا لیکن اُف نہ کی
پنجتن میں ہے یہی باقی چراغِ آخری
اے مرے مالک نہ دینا اب یہ داغ آخری

ہوں فدا عون و محمد شاہ پر کچھ غم نہیں
مامتا کے نام پر آنکھیں مری پُرنم نہیں
چھوٹے چھوٹے بچوں کا ماتم کوئی ماتم نہیں
ماں کا دل رکھتی ہوں لیکن دل کا وہ عالم نہیں
اپنے بھائی کے لئے ہر غم گوارا ہے مجھے
آج تو اولاد کا ماتم گوارا ہے مجھے

جنگ میں مصروف تھے مقتل میں دونوں نونہال
پیاس کی شدت سے اور زخموں سے دونوں تھے نڈھال
کم سنی میں بھی نہ آیا لب پہ پانی کا سوال
خوں بہا اتنا کہ پہنچا ضعف تا حدِ کمال
دی صدا ماموں کو جب مقتل میں گھوڑے سے گرے
یا علیؑ کہتے ہوئے شبیر خیمے سے چلے

نزع کا عالم تھا جب سرور انھیں خیمہ میں لائے
جب سُنا زینب نے دونوں لاڈلے مقتل سے آئے
بولیں آج اللہ مجھ کو شرمساری سے بچائے
کیوں نہ جاں دونوں نے دیدی کیوں نہ سر اپنے کٹائے
آکے جب دیکھا لہو سے سُرخ تھے ان کے بدن
جان تھی آنکھوں میں باقی سرد تھے دونوں کے تن

دیکھ کر بیٹوں کو زخمی مضطرب زینب ہوئیں
ہوک سی اٹھی جگر میں کچھ نہ منہ سے کہہ سکیں
کر دیئے تھے بھائی پر قربان دونوں مہ جبیں
غم سوا حد سے ہوا جس دم تو غش کھا کر گریں!
ہوش جب آیا تو مرگ ناگہاں کا راج تھا
پھول کملائے پڑے تھے اور چمن تاراج تھا

صبر میں زینب سے بڑھ کر باخدا کوئی نہیں
دل پہ کتنے داغ اٹھائے سختیاں کتنی سہیں
قافلہ رانڈوں کا لے کر شام و کوفہ تک گئیں
چھوٹ کر بھائی سے پھر اہلِ مدینہ سے ملیں
اے مجاہد ایسی ہمت، عزم اور یہ حوصلہ
مل نہیں سکتا کسی کے دل میں زینب کے سوا

مخمس

اے دلیرو اے شہیدانِ وفا
اے بہتر کشتہ گانِ کربلا
کرلیا سر تم نے حق کا معرکہ
نام باطل کا مٹا کر رکھ دیا
تم نے سر اونچا کیا اسلام کا

زندہ باد اے ناصرانِ شاہِ دیں
حاملِ ایثار و ایمان و یقیں
طیب و طاہر کوئی تم سا نہیں
پاک ہو جائے نہ کیوں وہ سر زمیں
خوں تمہارا جس میں شامل ہو گیا

کر کے روشن خون سے اپنے چراغ
ماند کر کے رکھ دیئے سارے چراغ
یوں جلائے تم نے ایماں کے چراغ
ہو گئی بزم یزیدی بے چراغ
قصرِ باطل میں اندھیرا کر دیا

اللہ اللہ وہ تمہارے حوصلے
دھار پر تیغوں کی سینے رکھ دیئے
یا علیؑ کہہ کہہ کے یوں حملے کئے
کانپ کر جبریلؑ کے پر رہ گئے

تم میں ہر ناصر تھا شرحِ لافتیٰ
تھا غضب کا شاہِ دیں کا انتخاب
سارے ناصر بے مثال و لاجواب
وہ ضعیفی اور شجاعت بے حساب
لی جوانگڑائی پلٹ آیا شباب

معجزہ تھا نصرتِ شبیرؑ کا
حُر سا غازی اور مردِ باوفا
اپنے گھر سے کس ارادے سے چلا
ابتدا وہ دیکھیے یہ انتہا
شاہِ دیں کی گود میں آئی قضا

یوں بدل جاتا ھے قسمت کا لکھا

جب نمازِ ظہر کی شہ نے ادا
اس عبادت کا عجب انداز تھا
مقتدی آگے تھے پیچھے مقتدا
تیر جو دشمن کی جانب سے چلا
تم نے وہ سینے پہ بڑھ کے لے لیا

کس طرح ہو جنگ اکبرؑ کا بیاں
یہ ابھی نو عمر دشمن پہلواں
جذبۂ حق دل میں لیکن تھا جواں
کفر کی رکھ دیں اڑا کر دھجیاں
ہو گئی مقبول مادر کی دعا

اور وہ شیر نیستانِ علیؑ
بازوئے سرور دل و جانِ علیؑ
آرزوئے زہراؑ کی ارمانِ علیؑ
سر سے پا تک مظہرِ شانِ علیؑ
ھر قدم پر بوترابی دبدبہ

مشک لے کر سوئے دریا جب بڑھا
فوجِ اعدا میں ہوا یہ غلغلہ
ہوشیار اب آگئی سر پر قضا
گھاٹ پر قبضہ جو غازی نے کیا
غُل ہوا لو فتح خیبر ہو گیا

تم میں اک ناصر تھا کمسن بے زباں
حوصلہ میں تھا جوانوں کا جواں
ایسی ہمت ایسی جرأت الاماں
حرملہ کی رن میں جب کڑکی کماں
تیر گردن پر ہمک کر لے لیا

مل نہیں سکتی ہے اصغر کی مثال
یوں بھی ہوتی ہے کہیں جنگ و جدال
تھا وہ اک حملہ کہ پانی کا سوال
کر دیا لاکھوں دلوں کو پائمال
اشقیا کا شرم سے سر جھک گیا

کاش ہوتے ساتھ ہم سب سوگوار

سب سے پہلے کرتے جاں شہ پر نثار

سر فدا کرتے جو وقت کارزار

سُرخ رو ہو جاتے پیش کردگار

آج بھی حسرت یہی ہے باخدا

پھر مجاھد نے اٹھایا ہے قلم

پھر چلی ہے آج یہ تیغ دودم

نصرتِ مظلوم میں حق کی قسم

آج جو اشعار ہوتے ہیں رقم

کل ملے گا حشر میں ان کا صلہ

مخمس

شاہِ دیں دینِ پیمبرؐ کو بچانے آگئے

آگئے اسلام کی بگڑی بنانے آگئے

کفر کی ظلمت کو دنیا سے مٹانے آگئے

نورِ حق سے سارا عالم جگمگانے آگئے

کربلا میں شہ یزیدی بُت گرانے آگئے

اور اُدھر اسلام کو کافر مٹانے آگئے

کفر کا سکّہ زمانے پر بٹھانے آگئے

خندق و صفّین کا بدلہ چکانے آگئے

جو چراغِ خانۂ حق تھا بجھانے آگئے

خیبری پھر اپنی طاقت آزمانے آگئے

یہ سمجھتے تھے کہ باقی اب تو پیغمبرؐ نہیں
ساتھ اب سرور کے وہ اسلام کا لشکر نہیں
صف شکن حمزہؑ نہیں جعفرؑ نہیں حیدرؑ نہیں
کانپتا تھا جس سے رن وہ فاتحِ خیبر نہیں
بے کس و تنہا سمجھ کر خوں بہانے آ گئے

★

یہ نہ تھا معلوم عباسِؑ دلاور ساتھ ہیں
یہ نہ تھا معلوم ہم شکلِ پیمبرؐ ساتھ ہیں
یہ ہمارا کم نہیں ششماہے اصغرؑ ساتھ ہیں
شام و کوفہ کے لئے سجادِؑ مضطر ساتھ ہیں
اپنے اپنے وقت پر سب کام آنے آ گئے

نام ہے عباسؑ ان کا ہے شجاعت بے مثال
چہرۂ انور پہ ہے ان کے یدالٰہی جلال
غیظ جب مثلِ علیؑ آتا ہے ہنگام قتال
کانپ کر جبرئیلؑ کہتے ہیں یہی وقت جدال
آ گئے شیرِ خدا خیبر گرانے آ گئے

★

ہیں وہی تیور، وہی ہمت شجاعت ہے وہی
ہیں وہی ابرو پہ بل بازو میں قوت ہے وہی
ہے وہی جوشِ وغا حیدر سا جرأت بھی وہی
دست و بازو میں انہی کا خون ہے طاقت بھی وہی
رن الٹ دیں گے اگر تیغ آزمانے آ گئے

یہ علی اکبرؑ ہیں ہم شکلِ رسولؐ دوسرا
حسن وہ خالق سے پایا ہے کہ بس صلِّ علیٰ
مصطفےٰ کو جیسے حق نے پھر سے زندہ کر دیا
دیکھ لیں جبریل تو لے آئیں پھر وحیِ خدا
شامیوں کو یادِ احمدؐ کی دلانے آ گئے

★ ★

پرورش پائی ہے بنتِ فاطمہ کی گود میں
آنکھ کھولی ہے تو بنتِ مرتضیٰ کی گود میں
یوں سمجھ لیجے پلے شیرِ خدا کی گود میں
آ گئی ان پر جوانی لافتیٰ کی گود میں
آ گئے شمشیر کے جوہر دکھانے آ گئے

اک سہارا شاہ کا چھ ماہ کا بے شیر ہے

شکل و صورت میں علیؑ کی ہو بہو تصویر ہے

کتنا اس بچّے سے خائف لشکرِ بے پیر ہے

مسکراہٹ سے انھیں کی حشر دامن گیر ہے

ہنس کے یہ اعدا کو مقتل میں رلانے آ گئے

★ ★

عمر میں اصغر ہیں لیکن نام ہے ان کا علیؑ

ہیں تو ابرو چھوٹے چھوٹے سے مگر تیور جلی

کیوں نہ ہو آخر شجاعت ان کے گھر میں ہے پلی

ہیں علیؑ ابنِ حسینؑ ابنِ علیؑ حق کے ولی

اک قیامت آج یہ مقتل میں ڈھانے آ گئے

عصر تک جب ہو گیا سب شاہ کا لشکر تمام
یاور و ناصر تھے جتنے آ چکے سب لیں کام
قاسمؑ و عباسؑ و اکبرؑ اور شاہِ تشنہ کام
تین دن کی پیاس میں سب پی چکے آبِ حُسام

اشقیا خیموں کو سرور کے جلانے آ گئے

★

لے چلے جب قید کر کے بی بیوں کو اشقیا
کربلا سے قافلہ رانڈوں کا لٹ کر جب چلا
ظلم کی رسّی میں تھا بالی سکینہ کا گلا
کون تھا جو ظالموں کو اس ستم سے روکتا

صبر اپنا عابدِ مضطر دکھانے آ گئے

صبر یہ تھا ماں پھوپھی کو بے ردا دیکھا کیے
صبر یہ تھا تازیانے پشت پر کھایا کیے
صبر یہ تھا سر جھکائے راہ سے گزرا کیے
صبر یہ تھا فرقتِ شبیرؑ میں رویا کیے

قید خانے میں نیا اک غم اٹھانے آ گئے

★

کر گئی جس دم سکینہؑ دارِ فانی سے قضا
جس سے بعد اصغرؑ کے ماں کا دل بہلتا تھا ذرا
قیدیوں میں گریہ و آہ و بکا ہونے لگا
پُرسا دیتا کون ماں کو بیکس و مظلوم کا

لاش پر سجادؑ اشکِ غم بہانے آ گئے

وہ گھڑی اے مومنوں کیسی قیامت خیز تھی

غسل دینے کے لئے جس وقت غسالہ بڑھی

اور کُرتے کو جدا وہ پشت سے کرنے لگی

زخم دیکھے تازیانوں کے تو وہ بھی رو پڑی

اک ندا آئی کہ ہم یہ لاش اٹھانے آ گئے

★

ماں نے یہ رو کر کہا بیٹی سکینہ الوداع

دی صدا زینبؑ نے اے بالی سکینہ الوداع

کوئی کہتی تھی مری پیاری سکینہ الوداع

رو کے ہر بی بی یہ کہتی تھی سکینہ الوداع

شاہِ دیں اس قید سے تم کو چھڑانے آ گئے

دیجئے پُرسا شہ دیں کو اسی معصوم کا
جس کو دی ایذا لعینوں نے اسی مظلوم کا
روز و شب جو باپ کو روئی اسی مغموم کا
رحم اعدا نے نہ کھایا جس پہ اس مرحوم کا

•

ھم مجاھر آج اُسی کا غم منانے آگئے

سلام

جو راہبر نہ ملے راستہ نہیں ملتا
بغیر آلِ نبیؐ کے خدا نہیں ملتا

درِ نجف پہ جھکا کر جبین دیکھو تو
اس آستانے سے سائل کو کیا نہیں ملتا

علیؑ کا ذکر ہے ذکرِ رسولؐ ذکرِ خدا
کسی کے نام سے یہ سلسلہ نہیں ملتا

اُحد میں، بدر میں، خیبر میں فتح کا حامل
سوا علیؑ کے کوئی دوسرا نہیں ملتا

علیؑ کی کر لو زیارت جو شوق ہے موسیٰؑ
کہ کوہِ طور پہ نورِ خدا نہیں ملتا

پڑے جو وقت پکاریں رسولؐ بھی جسکو
علیؑ سا کوئی بھی مشکل کشا نہیں ملتا

برائے نصرتِ حق جائے عمرو سے لڑنے
بہادر ایسا علیؑ کے سوا نہیں ملتا

کہا نبیؐ نے کہ سلمان اہلبیت میں ہیں
کسی کو اور یہ کیوں مرتبہ نہیں ملتا

ہوس علم کی بہت سے دلوں میں ملتی ہے
دلیری، حوصلہ اور ولولہ نہیں ملتا

برابری تو علیؑ کی بہت سے کرتے ہیں
مگر کسی کو کوئی معجزہ نہیں ملتا

خدا کے گھر میں ولادت بھی اور شہادت بھی
جہاں میں ایسا کوئی حق نما نہیں ملتا

حسینؑ ڈھونڈنے نکلے ہیں لاش اکبرؑ کی
نظر میں نور نہیں راستہ نہیں ملتا

اٹھا کے گود سے بچے کو بھیج دے رن میں
سوا رباب کے یہ حوصلہ نہیں ملتا

گلے ہزاروں کٹے حق کی راہ میں لیکن
چھدا جو تیر سے ایسا گلا نہیں ملتا

سکینہؑ باپ سے ملنے چلی ہیں مقتل میں
اندھیرا بن ہے پدر کا پتہ نہیں ملتا

اٹھائے دینِ خدا کے لئے جو اتنے ستم
کوئی بھی عابدؑ بیمار سا نہیں ملتا

مجاھد اب تو وہ مجلس بھلی نہیں لگتی
جہاں پہ ذکرِ شہ کربلا نہیں ملتا!

سلام

حُر کی ایسی نہ کسی اور کو تقدیر ملی
جس کو دوزخ کے عوض خلد کی جاگیر ملی

دیکھنے آئے نبی اور ملک بھی جن کو
میرے اشکوں کو سرِ حشر یہ توقیر ملی

سر سے پا تک علیؑ اکبر تھے رسولؐ دوسرا
اس طرح کوئی نہ تصویر سے تصویر ملی

تھے کئی اور بھی افراد پیمبرؐ کے قریب
کیوں کسی اور کو احمدؐ سے نہ شمشیر ملی

پنجتن کر گئے ثابت جو عمل سے اپنے
اس سے بہتر کوئی قرآں کی نہ تفسیر ملی

سر پہ چادر نہ ہو پھر بھی نہیں وہ ننگے سر
جن کو پردے کے لئے چادرِ تطہیر ملی

تیر کیوں مار دیا بچہ کو ظالم تو نے
حرملہ کون سی بے شیر کی تقصیر ملی

منتظر ہی رہی اکبر کی وطن میں صغریٰ
ایسی چھوٹی کہ نہ پھر بھائی سے ہمشیر ملی

کوئی اک بار مدینہ میں نہ پہچان سکا
قید سے چھوٹ کے جب زینبؑ دلگیر ملی

جان بھی نہر پہ عباسؑ نے دیدی اپنی!
پانی لانے کی مگر کوئی نہ تدبیر ملی

سب ملے چھوٹ کے زنداں سے سکینہ کے سوا
ہاں مگر فاطمہ صغریٰ کو نہ ہمشیر ملی

کون سنتا تھا زمانے میں مجاہد کا کلام
اِن کو شبیرؑ کے دربار سے تاثیر ملی!

★

سلام

ڈوب کر کوئی سفینہ نہ ابھرتے دیکھا
ہاں مگر حُرؑ کے مقدر کو سنورتے دیکھا!
یا علیؑ کہہ کے جو رکھ دیتے ہیں طوفاں میں قدم
بے خطر ہم نے انھیں پار اترتے دیکھا
ناز ہے عقدہ کشائی پہ علیؑ کی جن کو
اُن کو ہر منزلِ مشکل سے گزرتے دیکھا
جنگ کیا کرتے عدو بھاگ گئے چھوڑ کے گھاٹ
شیر کی طرح جو غازی کو بپھرتے دیکھا
یا علیؑ کہہ کے جو عباسؑ گرے دشمن پر
پھر نہ میدان میں اعدا کو ٹھہرتے دیکھا
ماں دعا کرتی تھی اکبرؑ کی جوانی کے لئے
جب شباب آیا تو دنیا سے گزرتے دیکھا

جس طرح سامنے دم توڑا علی اکبرؑ نے
یوں کسی باپ نے بیٹے کو نہ مرتے دیکھا

کوفہ و شام کی راہوں سے نبی زادی کو
بے ردا سارے زمانے نے گذرتے دیکھا

تازیانوں کا ستم اور بڑھا عابدؑ پر
جب بھی اعدا نے سرِ شاہ ٹھہرتے دیکھا

مثلِ اصغرؑ کے کسی بچّے کو دنیا میں کبھی
ناوکِ ظلم سے اس طرح نہ مرتے دیکھا

جنکے دل میں ھے مجاھدؔ شہِ مظلوم کا غم
اُن کو آھیں غمِ دنیا میں نہ بھرتے دیکھا

سلام

تلوار کیوں اٹھائے اگر حوصلہ نہ ہو!
میداں میں کیوں وہ جائے جو خیبر کشا نہ ہو

مشکل کا خوف ہو تو اسی بدنصیب کو
نادِ علیؑ کا جس کے لئے آسرا نہ ہو

ذکرِ خدا ہے ذکرِ نبیؐ اور علیؑ کا ذکر
ذکرِ علیؑ نہیں ہے تو ذکرِ خدا نہ ہو

سمجھے گا کیا وہ سجدۂ آخر حسینؑ کا
جس نے کبھی خلوص سے سجدہ کیا نہ ہو

وہ بھی یزید و شمر سے کمتر نہیں شقی
کہتے ہیں جو حسینؑ کا غم برملا نہ ہو

منہ سے وہی کہے گا علیؑ تم کو بت شکن
خود جس کا بت کدے سے کوئی واسطہ نہ ہو

ہر لمحہ کیوں نہ اسکو قیامت کی فکر ہو
جس نے کبھی حسینؑ کا ماتم کیا نہ ہو

اسلام کو حسینؑ نے دی ہے وہ زندگی
اب حشر تک زمانے میں جس کی فنا نہ ہو

بعدِ حسینؑ اہل حرم کے یہ بین تھے
یارب کوئی زمانے میں بے آسرا نہ ہو

ماں بولیں وہ اٹھائیں گے اکبر پہ تیغ ظلم
جن کو ذرا بھی پاسِ رسولِ خدا نہ ہو

شہ بولے دیکھ کر علی اصغر کو خوں میں تر
یوں بھی کسی نے دہر میں پانی پیا نہ ہو

سرور کمر کو تھام کے کہتے ہوئے چلے
یارب جہاں میں بھائی سے بھائی جدا نہ ہو

اب کیا کہیں گے آپ مجاہدؔ کوئی زمیں
باقی نہیں انیسؔ نے جس میں کہا نہ ہو

سلام

دو جہاں میں سامنے جب کوئی مشکل آئے گی
آپ ہی سن کر علیؑ کا نام حل ہو جائے گی

اے فرشتو کیا کرو گے قبر میں آ کر سوال
دیکھ کر حیدرؑ کو تم سے بات بھی ہو پائے گی

ڈال لو جی بھر کے پردے آج تم تاریخ پر
کیا کرو گے حشر میں کل بات جب کھل جائے گی

جب بھی ابھرے گی کوئی طاقت یزیدی شان سے
ماتم شاہِ ہُدا کو دیکھ کر دب جائے گی

روز محشر دیکھنا اہل عزا کا مرتبہ
رحمت حق پیشوائی کے لئے خود آئے گی

جب کہیں بھی ہو گا باطل اور حق کا معرکہ
ساری دنیا واقعاتِ کربلا دھرائے گی

کربلا میں دے دیا شبیر نے ایسا جواب
نام بیعت کا نہ اب دنیا زباں پہ لائے گی

اے علی اصغر تسلی کچھ تو دیتے جایئے
کس سے ماں اپنے دلِ بیتاب کو بہلائے گی

سوؤں گی میں کس کے سینے پر سکینہؑ نے کہا
اے پھوپھی اماں اندھیرے بن میں جب رات آئیگی

جایئے خیمہ میں اصغر کو نہ لیکر اے حسینؑ
دیکھ کر ماں خوں بھری صورت کو غش کھا جائیگی

تھا گماں کس کو کہ ایسا دور بھی اک آئے گا
ننگے سر آلِ نبی در در پھرائی جائے گی

اے مجاہد ہر عبادت ہر عمل سے بیشتر
حشر میں کام الفتِ آلِ پیمبرؐ آئے گی

سلام

راہبر مل جائے منزل کا پتہ مل جائے گا
مل گئے جس کو علیؑ اس کو خدا مل جائیگا

آ تو جا اے حُر درِ سبطِ نبیؐ تک آ تو جا
پھر یہاں سے خلد کا بھی راستہ مل جائیگا

بوترابی ہوں مجھے کیا ڈر فشارِ قبر کا
مجھ کو اس منزل پہ بھی مشکل کشا مل جائیگا

اے پیمبر یا علیؑ کہہ کر ندا تو دیجیے
آپ کو اللہ سے خیبر کُشا مل جائیگا

ہے زمانے میں شجاعت کا یہی پہلا اصول
یا علیؑ کہہ کر بڑھو تو حوصلہ مل جائیگا

ڈھونڈنے والے کبھی نادِ علیؑ پڑھ کر تو ڈھونڈھ
کیا ہی بھولا ہوا ہو راستہ مل جائیگا

سایۂ دامانِ شہ میں آکے دیکھو مثلِ حُر
ڈوبنے والو تمہیں بھی ناخدا مل جائیگا

لاشۂ اکبر پہ بولیں ماں نہ یہ معلوم تھا
خاک میں ارمان تیرے بیاہ کا مل جائیگا

گود میں لے کر علی اصغر کو بولے یہ حسینؑ
آج مٹی میں یہ چہرہ چاند سا مل جائیگا

بن گئی قسمت مجاھد مدح سرور کے طفیل
کس کو تھا معلوم ایسا مرتبہ مل جائے گا

سلام

گھر تھا اللہ کا پیدائش حیدرؑ کے لئے
حق نے یہ شمع جلائی تھی اسی گھر کے لئے

حُرؑ نے سر دے کے زمانے کو دیا ہے یہ سبق
جان دیدیتے ہیں لوگ ایسے مقدر کے لئے

ہم غلاموں کی بھی تقدیر ہو ایسی یارب
جیسی تقدیر بنائی گئی قنبر کے لئے

ہے عجب کیا جو علیؑ بن گئے دامادِ نبیؐ
کون تھا ان کے سوا بنتِ پیمبر کے لئے

راستہ نہر کا روکے سے نہیں رک سکتا
فوج کیا چیز ہے عباسؑ دلاور کے لئے

شامیو کیسی شجاعت ہے یہ بتلاؤ تو
اتنی تلواریں جو کھینچی گئیں اک سر کے لئے

ماں نے قبرِ علی اصغر پہ یہ رو رو کے کہا
تم یہاں آئے تھے کیا تیر ستمگر کے لئے
بانو سمجھی تھیں کہ اب آئیں گے ہو کر سیراب
منتظر تھیں درِ خیمہ پہ وہ اصغر کے لئے
چھٹ گیا اب وہ ہمیشہ کے لئے مادر سے
بانو کرتی تھیں جدا جس کو نہ دم بھر کے لئے
احترام اتنا ہی لازم ہے عزا خانے کا
اے مسلمانوں جو ہے مسجد و منبر کے لئے
موت نے آکے جوانی میں بجھایا یہ چراغ
خواب مادر نے بڑے دیکھے تھے اصغر کے لئے
تھا یہ وعدہ کہ بہن لینے کو آئیں گے تمہیں
منتظر ہی رہی صغریٰ علی اکبر کے لئے
پہلے زینبؑ نے گلوئے شہ دیں کو چوما
بوسے شبیرؑ نے پھر بازوئے زینبؑ کے لئے
ہائے یہ ظلم کہ ہوں اہل حرم بے پردہ
یہ نبی زادیاں محتاج ہوں چادر کے لئے

روک لے روک لے اے شمر ذرا خنجر کو
یہ گلا مرکزِ بوسہ تھا پیمبرؐ کے لئے
بولیں زینب کہ وطن جاتی ہے تنہا دکھیا
داغ اس سینۂ مضطر میں بھرے گھر کے لئے

▲▲

نورِ حیدرؑ سے مجاھدؔ جو ضیاء پائے گی
میں تو مر جاؤں گا اس قبرِ منور کے لئے

▼▼

سلام

مشہد چلو، نجف کو چلو، سامرہ چلو
تجھا و کاظمین چلو، کربلا چلو

وہ دورِ حبِّ آلِ پیمبرؐ چلا چلو
ساقی پکارتے ہیں کہ اہلِ ولا چلو

ان میکدوں میں ملتا ہے آبِ بقا چلو
دونوں جہاں میں جس کا رہے کا نشہ چلو

ہر جام میں ہے معرفتِ کبریا چلو
کوثر سے جا ملا ہے یہی سلسلہ چلو

★

نقشِ قدم پہ شاہ کے اہلِ عزا چلو
جنت کو جا رہا ہے یہی راستہ چلو

جنت نہیں ہے دور قدم کو بڑھا چلو
بس کربلا سے تھوڑا سا ہے فاصلہ چلو

برزخ کا اور صراط کا اب خوف کیا چلو
چودہ ہیں رہبری کے لئے رہنما چلو

اٹھو برائے ماتمِ شاہ ھُدا چلو
ھَل مِن کی آ رہی ہے ابھی تک صدا چلو

اسلام والو تم کو اگر حق کی ہے تلاش
آؤ ہمارے ساتھ سوئے کربلا چلو

مل جائیں گے یہاں تمہیں دنیا کے دستگیر
سارے دروں کو چھوڑ کے تم کربلا چلو

عباسؑ کو جو دیکھا تو بولے یہ اشقیا
بھاگو وہ دیکھو آ گئے رہ شیر خدا چلو

آپس میں کہہ رہے تھے یہ زینب کے دونوں لعل
سوئے عدو مثالِ شہِ لافتیٰ چلو

حق کہہ رہا ہے جمع ہیں چادر میں پنجتن
جبریلؑ لے کے آیۂ اہلِ کِسا چلو

صبحِ دہم یہ حُر کو مقدر نے دی صدا
اب شہ سے بخشوانے کو اپنی خطا چلو

بولے یہ تیغ کھینچ کے مقتل میں شاہ دیں
دنیا کو چلتے چلتے شجاعت دکھا چلو

صغریٰ کے پاس آکے یہ شبیرؑ نے کہا
اصغر بلا رہی ہے تمہیں کربلا چلو

گردن سے تیر کھینچ کے اصغر سے بولے شاہ
ماں منتظر ہے خیمہ میں اے مہ لقا چلو

شہ نے کہا بہن سے یہ ہے مرضیٔ خدا
نیزے پہ سر ہمارا ہو تم بے ردا چلو

سُن کر ترا کلام مجاھد سب اہل بزم
کہہ کر اٹھے سلام تو بس ہو گیا چلو

★

سلام

بن گئے کتنے خدا کتنے پیمبر بن گئے
کوئی دل والا نہ بولا ہم تو حیدرؑ بن گئے

وہ تو یہ کہیے کہ حُر کی بات شہرت پا گئی
یہ تو وہ در ہے جہاں لاکھوں مقدر بن گئے

لے کے نکلے تھے علم تو کیوں پلٹ کر آ گئے
کیوں نہ مانندِ علیؑ فتّاحِ خیبر بن گئے

بڑھ گئے اک لاکھ سے پہلے جو بن کر انبیاء
کربلا میں جب سمٹ آئے بہتّر بن گئے

پیاس کا روزِ جزا کی ہو مجھے کیوں غم بھلا
جب علیؑ مولا قسیمِ حوضِ کوثر بن گئے

ہم سے پوچھو یہ عطا شبیرؑ کے در سے ہوئی
ہے اسی چوکھٹ کا صدقہ جو قلندر بن گئے

ذوالفقارِ حیدری نے دیدیا اتنا عروج
ایک ضربت میں پرِ جبریل شہپر بن گئے

معجزہ ہے معجزہ یہ بھی غمِ شبیرؑ کا
اشکِ غم جس دم گرے دامن پہ گوہر بن گئے

رو لئے دو چار آنسو مجلسِ شبیرؑ میں
جب اٹھے فرشِ عزا سے ہم تونگر بن گئے

ناخدائی شاہ نے کی کشتیٔ اسلام کی
کفر کا طوفان جب اٹھا تو لنگر بن گئے

کتنی آنکھیں آج بھی لبریز ہیں اس پیاس پر
آپ کی خاطر سکینہؑ کتنے ساغر بن گئے

ہائے کس ظالم نے مارا رو کے کہتی تھیں ربابؑ
کس کے ناوک کا نشانہ میرے اصغرؑ بن گئے

شاہِ دیں بھی ہو چکے جب عصر کو رن میں شہید
مرکزِ ظلم و ستم سجادؑ مضطر بن گئے

تازیانہ لے کے جب شمرؔ آیا عابدؑ کے قریب
کتنے دروں کے نشاں پشتِ حزیں پر بن گئے

اک مجاہد پر نہیں موقوف اس دربار سے
کتنے ذاکر بن گئے، کتنے سخنور بن گئے

سلام

آلِ نبیؐ سے جس کا کوئی واسطہ نہیں
بخشش کا اس کے واسطے پھر آسرا نہیں

ہر چیز کو زمانے کی مٹنا ہے ایک دن
ہاں ماتمِ حسینؑ کو لیکن فنا نہیں

یہ سوچ کر نبیؐ نے علم دے دیا کہ کل
یہ کہہ سکیں نہ جنگ کا موقع ملا نہیں

یہ معجزہ ہے آج بھی قائم ہے شہ کا غم
کوئی کسی عزیز کو روتا سدا نہیں

دریا پہ قبضہ کر کے بھی پانی نہیں پیا
عباسؑ آپ جیسا کوئی باوفا نہیں

وابستہ ہیں حسینؑ سے ساری شفاعتیں
جس کے نہیں حسین تو اس کا خدا نہیں

اصغرؑ کے بعد بانوئے مضطر کے بین تھے
افسوس میرے لعل کو پانی مِلا نہیں

اکبرؑ کی لاش ڈھونڈنے نکلے تو بولے شہ
آواز دو کدھر ہو مجھے سوجھتا نہیں

زینب دُہائی دیتی تھیں عباسؑ ہو کہاں
دیکھو تو آ کے سر پہ ہمارے ردا نہیں

کچھ اشقیا تھے جھولی میں پتھر لئے ہوئے
وہ کون سا ستم تھا جو شہ پر ہوا نہیں

کانٹے بچھائے راہ میں عابدؑ کے واسطے
قیدی پہ یہ ستم تو کہیں بھی روا نہیں

نیزے پہ کر کے شہ نے تلاوت بتا دیا
منزل ہو کوئی ہم سے یہ قرآں جدا نہیں

ٹ نہ چھٹنے پائے مجاھد حسینؑ کا
ش کا تیری اس کے سوا راستہ نہیں

سلام

بسلسلۂ شہادت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السّلام

نہیں ہے اگر دل میں الفت علیؑ کی
لحد میں نہ ہو گی زیارت علیؑ کی

نزع کا ہو عالم کہ برزخ کہ محشر
بچا لے گی ہم کو محبت علیؑ کی

خدا کی گواہی محمدؐ کا کلمہ
ہے دونوں کی ضامن ولایت علیؑ کی

وہ خیبر کا در ہو کہ جبریلؑ کا پر
ہے دونوں سے ظاہر شجاعت علیؑ کی

فرشتے جو آتے ہیں بن بن کے سائل
پسند آگئی ہے سخاوت علیؑ کی

نہ دعویٰ کیا اپنے حق کا زباں سے
ذرا کوئی دیکھے مروت علیؑ کی

خدا اور نبیؐ کو بھی پہچان لوگے
سمجھ لوگے جس دن حقیقت علیؑ کی

خدا سے یہ نسبت یہ قربت ہے کس کو
ہوئی اس کے گھر میں ولادت علیؑ کی

وہ تھی ابتدا اور یہ انتہا ہے
خدا کا ہے گھر اور شہادت علیؑ کی

جگاتے ہیں خود اپنے قاتل کو مولا
یہ ہے اہل دنیا شجاعت علیؑ کی

لہو سجدۂ حق میں سر سے ہے جاری
خدا دیکھتا ہے عبادت علیؑ کی

ہوا ایک کہرام آہ و بُکا کا
چلے لے کے حسنینؑ میت علیؑ کی

ہے رانڈوں میں گریہ یتیموں میں ماتم
کہ رخصت ہوئی آج شفقت علیؑ کی

زمانہ بدل ڈالے پہلو ہزاروں
رہے گی دلوں پر حکومت علیؑ کی

زبانوں پہ کیوں آج بھی یا علیؑ ہے
ہے قائم مجاھدؔ امامت علیؑ کی

سلام

حسینؑ تم پہ جو ایمان لا نہیں سکتا
قسم خدا کی وہ جنت میں جا نہیں سکتا

جو تشنہ کے نام پہ پانی پلا نہیں سکتا
قریبِ ساحلِ کوثر وہ آ نہیں سکتا

ہمارا دین ہے ایمان ہے غمِ سرور
کوئی ہمارے قدم ڈگمگا نہیں سکتا

حسینؑ آپ کا مل جائے آستاں جسکو
جبیں وہ غیر کے در پہ جھکا نہیں سکتا

اگر حسینؑ کی مرضی نہ ہو تو سجدے سے
خدا گواہ نبیؐ سر اٹھا نہیں سکتا

ہزار لے کے علم جائے کوئی میداں میں
مگر علیؑ کی جو منزل ہے پا نہیں سکتا

بڑے بڑے ہیں بہادر نبیؐ کے لشکر میں
ذرا کوئی درِ خیبر ہلا نہیں سکتا

سمجھ رہے تھے پیمبرؐ بھی جنگ کی صورت
سوا علیؑ کے کوئی فتح پا نہیں سکتا

زباں پہ نادِ علیؑ آ گیا محمدؐ کی
کہ اور کوئی تو بگڑی بنا نہیں سکتا

بنِ زیاد پہ الزامِ قتلِ شہ رکھ کر
کوئی یزید کا دامن بچا نہیں سکتا

رہے گا روزِ ابد تک یہ مجلس و ماتم
غمِ حسینؑ زمانہ مٹا نہیں سکتا

خدا گواہ تمہاری طرح حسینؑ کوئی
رہِ خدا میں بھرا گھر لٹا نہیں سکتا

پدر کے قبضہ میں جس کے ہو چشمۂ کوثر
وہ پیاسی بیٹی کو پانی پلا نہیں سکتا

حسینؑ ہی کی یہ ہمت تھی ورنہ اور کوئی
جوان بیٹے کا لاشہ اٹھا نہیں سکتا

برہنہ سر ہے بہن سامنے دمِ آخر
ردا بھی اٹھ کے برادر اڑھا نہیں سکتا

مجھے بھی لے چلو اصغر کے یہ اشارے تھے
میں جنگ کے لئے مقتل میں جا نہیں سکتا

غمِ حسینؑ مجاھد ھے زینتِ ھستی
مٹانا چاھے تو کوئی مٹا نہیں سکتا

سلام

ہوئی جہاں میں جہاں بھی ابو تراب کی بات
وہ بات بن گئی اللہ کی کتاب کی بات

خیال آگیا اس دم علیؑ کے سجدے کا
سُنی ہے جب بھی کبھی ہم نے آفتاب کی بات

جوانی آج بھی آجاتی ہے ضعیفوں پر
حبیب سنتے ہیں جب آپ کے شباب کی بات

ٹھہر نہ جاتے تو جبریلؑ اور کیا کرتے
کہ اس سے آگے سرِ عرش تھی حجاب کی بات

تصورات میں جب آگئے علی اکبرؑ
نظر سے گر گئی پھر حُسنِ ماہتاب کی بات

وصی بنا کے گئے ہیں غدیرِ خُم میں نبیؐ
زمانہ کرتا ہے کیوں آج انتخاب کی بات

چلے جو مرنے کو اکبرؑ تو ماں نے رو کے کہا
تمہارا بیاہ تو اب بن گئی ہے خواب کی بات

دیارِ شام میں اہلِ حرم ہیں ننگے سر
اب اس سے بڑھ کے کوئی ہو گی انقلاب کی بات

سوال آب تو پیاسے کا کوئی بات نہیں
زمانہ سُن نہ سکے گا مگر جواب کی بات

ہمارا نام غلامانِ بوتراب میں ہے
کرو نہ ہم سے فرشتو کسی عذاب کی بات

پلا دے بچے کو پانی اگر مسلماں ہے!
پلانا پانی کا ہوتی ہے اک ثواب کی بات

بس ایک اشکِ غمِ شہ پہ فیصلہ ہوگا
مجاہد ہو گی سرِ حشر جب حساب کی بات

سلام

انصار کے دلوں میں ہے یہ ولولہ چلو !
کر دیں نبیؐ کے لعل پہ سر کو فدا چلو

جس سمت شاہِ دیں کے ملیں نقشِ پا چلو
اس رہنمائے حق سے نہ ہٹ کر ذرا چلو

زینبؑ سے شاہ بولے بہن کربلا چلو
یہ دیکھنا ہے لکھا ہے قسمت میں کیا چلو

کہتے ہیں یہ فلک کے ستارے بھی فخر سے
حکمِ خدا ہے سوئے درِ فاطمہؑ چلو

بولے یہ تیغ کھینچ کے مقتل میں شاہِ دیں
دنیا کو چلتے چلتے شجاعت دکھا چلو

بھٹکے ہوئے ہو آلِ پیمبر کو چھوڑ کر
قرآن جو بتاتا ہے وہ راستہ چلو

زینبؑ کو یہ حسینؑ کے سر سے ملا جواب
مرضیِ حق یہی ہے بہن بے ردا چلو

لپٹا کے لاشِ اصغرِ بے شیر بولے شاہ
تقدیر میں یہی تھاری جاں لکھا چلو

کہتی تھیں قبرِ اصغرِ معصوم پر رباب
بس مان جاؤ تم پہ یہ ماں ہو فدا چلو

کوثر سے دے رہا ہے مجاؔھد کوئی صدا
غم خوار میرے لعل کے اہلِ عزا چلو

سلام

جس کے دل میں حبِ حیدرؑ ہو وہ آئے سامنے
غیر کیا پائے گا جا کر مصطفےٰؐ کے سامنے

جز علیؑ رکھا ہے کیا اسلام کی تاریخ میں
دوسرا فتاحِ خیبر کوئی لائے سامنے

مرحب و عنتر سے پوچھو تیغ حیدر کا مزہ
زورِ حق بازو میں ہو پھر کون ٹھہرے سامنے

جنگ خندق میں وہ اک ضربت علیؑ کی الاماں
دونوں عالم کی عبادت ہیچ جس کے سامنے

ہم نے اشکوں سے غمِ سرور میں دامن بھر لیا
قدر کیا لعل و جواہر کی ہمارے سامنے

سچ بتاؤ کیا تمہارے دل پہ گذرے گی اگر
توڑ دیں دم بھانجے بیٹے بھتیجے سامنے

آ گئے آنکھوں میں آنسو حضرت عباسؑ کی
خالی کوزے لے کے جس دم آئے بچے سامنے
بولے اے عباسؑ تیری زندگی پر حیف ہے
ساقیِ کوثر کا بیٹا اور پیاسے سامنے
لے کے مشکیزہ تسلّی دے کے بچّوں کو چلے
آ گئے بہرِ رضا شاہِ ہُدا کے سامنے
عرض کی پانی کسی قیمت پہ لانا ہے مجھے
پیاس سے تڑپے سکینہ اور میرے سامنے
ہائے کیا ظلم ہے پیاسے رہیں یہ نونہال
اور نہرِ علقمہ پانی سے چھلکے سامنے
شاہ نے حسرت بھری نظروں سے دیکھا بھائی کو
آ گیا منظر نہ جانے کیا نظر کے سامنے!
کر کے رخصت حضرتِ عباسؑ کو روئے حسینؑ
بولے عبّاس آئیں گے اب کیا ہمارے سامنے
بھر کے مشکیزہ چلے عباسؑ جب سوئے خیام
آ گئی فوجِ عدو دیوار بن کے سامنے

ہائے کوئی دیکھتا عباسؑ کی وہ بے بسی
بہہ گیا جب مشک سے پانی نظر کے سامنے

چھد گیا مشکیزہ بازو ہو گئے دونوں قلم
تھی سکینہ منتظر خیمہ کے در کے سامنے

★

اے مجاہد شاعری میں جب نہیں حسنِ کلام
کھولتے ہو کیوں زباں اہل نظر کے سامنے

★

سلام

سُرخ رو ہونا ہو جس کو مصطفیٰؐ کے سامنے
سر جھکا دے روضۂ شاہِ ہُدا کے سامنے

جب ہوئے مرحب کے دو ٹکڑے تو یہ بولے عدو
کون رک سکتا ہے شاہ لافتیٰ کے سامنے

مجھ کو اے رضوان تو فردوس کا لالچ نہ دے
تیری جنت کیا ہے میری کربلا کے سامنے

ظلم کرنے والو آلِ مصطفیٰؐ پر، سوچ لو
پیش ہونا ہے تمہیں اک دن خدا کے سامنے

کھا گئے زورِ یداللّٰہی سے وہ رن میں شکست
شیر بن کر آئے جو شیر خدا کے سامنے

دل دہل جائے گا بس اتنا تصور تو کرو !
تھا گلا ننھا سا تیرِ حرملہ کے سامنے

کس طرح اصغرؑ کو بھیجا کون سا دل تھا رباب
نصرتِ دینِ خدا بھی ماں کی ممتا کے سامنے

ہے یہ وقتِ امتحاں زینبؑ نے بیٹوں سے کہا
رات بھر مادر نے سمجھایا بٹھا کے سامنے

صبر ایوبی بھی گر ہوتا تو کھا جاتا شکست
کربلا کے رنج و غم جور و جفا کے سامنے

آتشِ دوزخ تھی جو گلزارِ جنت بن گئی
الفتِ شہ آئی جب حر کی خطا کے سامنے

لے تو آئے رن سے آخر چھٹ گیا دامانِ صبر
روئے سرور لاشِ اکبرؑ کو لٹا کے سامنے

لوگ بعد احمدؐ کے بننے کو بہت کچھ بن گئے

بات جب الجھی تو آئے مرتضےٰؑ کے سامنے

چشمِ تر آئے نہ اشکوں کی روانی میں کمی

دیکھ شرمندہ نہ کرنا فاطمہؑ کے سامنے

ہے مجاہدؔ ہم کو حاصل شاہ کے غم کی پناہ

اس جہاں کے ہر غم و رنج و بلا کے سامنے

▼▼

سلام

نامِ عباسؑ علیؑ ذکرِ وفا کے ساتھ ہے
جس طرح سے نامِ حیدرؑ لافتیٰ کے ساتھ ہے

ہم سے پوچھو ہم بتائیں تمکو جنت کا پتہ
گلشنِ فردوس ارضِ کربلا کے ساتھ ہے

جو زباں سے لے نہیں سکتا کبھی نام حسینؑ
کون کہتا ہے محمد مصطفیٰؐ کے ساتھ ہے

اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ کلمہ حق ہے مگر
اصلِ ایماں ماتم شاہِ ہدا کے ساتھ ہے

کہہ رہے ہیں قبر میں آپس میں منکر اور نکیر
اس سے کیا پوچھیں کہ یہ مشکلکشا کے ساتھ ہے

منزلت اسکی نہ پوچھو پیشِ ربِ کردگار
اس کا جو بندہ کہ آلِ مصطفیٰؐ کے ساتھ ہے

نقش ایسا جس پہ دو عالم کی پیشانی جھکے
عابدِ بیمار کے ہر نقشِ پا کے ساتھ ہے

راستہ پر حق کے ہے دونوں جہاں میں گامزن
بعد احمدؐ جو علیؑ مرتضےٰ کے ساتھ ہے

بین یہ بالو کے تھے اب زندگی بھر روؤں گی!
غم علیؑ اصغر کا میری مامتا کے ساتھ ہے

پاس کوئی بھی نہیں اصغر کے یہ کہتی تھیں ماں
قبر کی تنہائی میرے مہ لقا کے ساتھ ہے

جا رہا ہے یوں سرِ شبیرؑ راہِ شام میں
بے ردا ہمشیر ابنِ مرتضےٰ کے ساتھ ہے

بین کرتی تھیں یہی زندان میں بنتِ حسینؑ
زندگی اپنی تو اب رنج و بلا کے ساتھ ہے

اے مجاھد اس سے بڑھ کر اور کیا معراج ہو
نام تیرا ذکرِ شاہ کربلا کے ساتھ ہے

سلام

ہے جس طرح کہ ساقیِ کوثر کی بات اور
ہے یوں ہی ہم غلاموں میں قنبر کی بات اور

غزوات یوں تو ہیں سبھی تاریخ میں اہم
جنگِ علیؑ کچھ اور ہے خیبر کی بات اور

چوکھٹ پہ تیری بنتے ہیں بگڑے ہوئے نصیب
اے روضۂ نجف ہے تیرے در کی بات اور

ہم ہیں محبِ آلِ نبی ہم کو فکر کیا!
ہے مثلِ حُر ہمارے مقدر کی بات اور

مے خوارو! دستِ ساقیِ کوثر سے جو ملے
اُس مے کی بات اور ہے ساقی کی بات اور

یہ کائناتِ عرش ہیں وہ دولتِ زمیں
آنسو مرے کچھ اور ہیں گوہر کی بات اور

اسلام پر شہید تو لاکھوں ہوئے مگر
ہے اب بھی کربلا کے بہتر کی بات اور

جب رن میں کام آچکے سب شاہ نے کہا
اب رہ گئی ہے اک مرے اصغر کی بات اور

شہ بولے ہم تو سہہ چکے ہر رنج ہر ستم
باقی ہے بے ردائیِ خواہر کی بات اور

سجدے میں جھک کے روزِ دہم جو نہ پھر اٹھا
اہلِ نیاز میں رہی اس سر کی ہے بات اور

اہلِ سخن جہاں میں مجاہد بہت سے ہیں
لیکن ہے شاہِ دیں کے سخنور کی بات اور

سلام

جو علم و فیض کہ اللہ کی کتاب میں ہے!
قسم خدا کی وہ سب ذاتِ بوتراب میں ہے

وہ دن بھی آئے گا پھیلے گی روشنی حق کی
ہمارا مہر امامت ابھی حجاب میں ہے

سرور جس کا ہے معراج دین و ایماں کی
وہ کیف الفتِ حیدرؑ تری شراب میں ہے

جو کام کر گئی رن میں حبیبؑ کی پیری
یہ زور اور یہ قوت کہاں شباب میں ہے

نتیجہ آل محمدؐ سے دشمنی کا ملا
زمانہ آج بھی اک گردشِ عذاب میں ہے

علیؑ کے سجدے سے پہلے غروب ہو جاتا
بھلا مجال کہاں ایسی آفتاب میں ہے

یہ حسنِ چہرۂ اکبر کی چھوٹ پڑتی ہے
جو روشنی شب عاشور ماہتاب میں ہے

اٹھا کے ہاتھوں پہ اصغر کو رن میں بولے حسینؑ
یہ فدیہ آخری مالک تری جناب میں ہے

یہ پوچھا شاہ سے قاسمؑ نے روزِ عاشورہ
ہمارا نام بھی محضر کے انتخاب میں ہے

خود اپنے لعل کو بھیجا ہے جس نے تیروں میں
الٰہی کون سا دل سینۂ رباب میں ہے

سوالِ آب ہے بے شیر کا برائے صغیر
اجل کا تیر ادھر سے رواں جواب میں ہے

سرہانے بیٹھی ہیں لیلیٰ شمع جلائے ہوئے
جوانی اکبرِ گل پیرہن کی خواب میں ہے

خلیلؑ دیکھ لو ذبحِ عظیم کی تعبیر
تمہارا خواب ابھی تک خیال و خواب میں ہے

اٹھے فرشتے مجاہد کی قبر سے کہہ کر
چلو چلو یہ غلامانِ بوتراب میں ہے

سلام

اپنا سر جب رکھ دیا شہ نے قضا کی گود میں
دیدیا دینِ الٰہی کو بقا کی گود میں

کیوں نہ ہو عباسؑ کے بازو میں زورِ حیدری
یہ پلے ہیں شیرِ حق شیرِ خدا کی گود میں

راہِ حق پر ہیں وہی منزل انھیں کی ہے جناں
جن کا دیں پروان چڑھتا ہے وِلا کی گود میں

ہو گئیں صدیاں مگر زندہ ہے اب بھی شہ کا غم
سو رہے ہیں دشمنِ ایماں فنا کی گود میں

کیوں نہ اترے آیۂ تطہیر ان کی شان میں
پرورش پائی جنھوں نے مصطفیٰؐ کی گود میں

سرزمینِ نینوا پر آکے سرور نے کہا
آگئے ہم آج سے رنج و بلا کی گود میں

بولیں لیلیٰ میں نے ارمانوں سے پالا ہے تمہیں
بھیج دوں کیونکر تمہیں اکبرؑ قضا کی گود میں

دیکھ کر حسرت سے صورت اور دل کو تھام کر
ماں نے اصغرؑ کو دیا شاہِ ہدا کی گود میں

ہو گئی آغوش خالی رو کے کہتی تھیں رباب
سو گئے اصغرؑ بھی دشت نینوا کی گود میں

حلق پر خنجر، لعیں سینہ پہ بالیں پر بہن
اور سر شبیرؑ کا تھا فاطمہ کی گود میں

پوچھا جب اصغرؑ کو صغریٰؑ نے تو یہ بولیں ربابؑ
سونپ آئے ہم انھیں کربلا کی گود میں

آرزو ہے تو مجاھد کی یہی ہے یا خدا!
موت جب آئے تو آئے کربلا کی گود میں

سلام

ماتم کا نقش جتنا ابھرتا چلا گیا
اتنا مرا نصیب سنورتا چلا گیا

حُر جتنی منزلوں سے گذرتا چلا گیا
بگڑا ہوا نصیب سنورتا چلا گیا

جبرِ و ستم زمانہ جو کرتا چلا گیا
نام حسینؑ اور ابھرتا چلا گیا

پہرے بٹھائے فوج کے دریا پہ جس قدر
اتنا علیؑ کا بپھرتا چلا گیا

یہ معجزہ تو دیکھئے ذکرِ حسینؑ کا
جتنا دبایا اور ابھرتا چلا گیا

مرحب کو سر سے تا بقدم دستِ حیدری
دو ٹکڑے ایک وار میں کرتا چلا گیا

گو حق کے راستے میں بڑی مشکلیں ملیں
ہر ناصرِ حسینؑ گزرتا چلا گیا

آ تی گئیں قریب جو فرقت کی ساعتیں
اکبرؑ کا حسن اور نکھرتا چلا گیا

اصغرؑ کو لے کے بڑھتے گئے شاہ رن کی سمت
گہوارۂ صغیر ٹھہرتا چلا گیا

جو رن میں حلقِ اصغرِؑ بے شیر پر لگا
وہ تیر ماں کے دل میں اترتا چلا گیا

اللہ ری آب و تاب وہ خونِ صغیر کی
رنگِ رخِ حسینؑ نکھرتا چلا گیا

نیزے پہ سر حسینؑ کا کوفہ کی راہ میں
زینب کے ساتھ ساتھ ٹھہرتا چلا گیا

نیزے پہ کر رہا تھا تلاوت سرِ حسینؑ
تبلیغ راہِ شام میں کرتا چلا گیا

اپنے لہو میں شاہِ زمن ڈوبتے گئے
اسلام کا سفینہ ابھرتا چلا گیا

سب کہہ اٹھے کہ یہ تو مجاھد کا ہے کلام
ہر شعر جس کا دل میں اترتا چلا گیا

نوحہ

ہائے جنگل کا وہ سناٹا وہ پر ہول فضا
اور ایسے میں کوئی ٹوٹے ہوئے دل کی صدا
جیسے بچھڑی ہوئی اولاد کو ڈھونڈے کوئی ماں

ہو مرے لعل کہاں

تم گئے جب سے عجب حال ہے بیٹا میرا
کوئی صورت سے نہیں قلب سنبھلتا میرا
گود اجڑی تو نظر آتی ہے دنیا ویران

ہو مرے لعل کہاں

دور ہوتی نہیں نظروں سے تمہاری صورت
ہے تصور میں ابھی تک وہی پیاری صورت
تم گئے روٹھ کے مادر سے مری جان کہاں

ہو مرے لعل کہاں

گونجتی ہے مرے کانوں میں تمہاری آواز
ہنچکیاں رونے کی وہ پیاس کی ماری آواز
اب تو آجاؤ کہ فرقت میں پریشان ہے ماں

ہو مرے لعل کہاں

خود بخود ہاتھ اٹھے جاتے ہیں لینے کو تمہیں
کب سے بے چین ہوں میں لوریاں دینے کو تمہیں
ہو گئی رات بس اب گود میں آؤ مری جاں

ہو مرے لعل کہاں

کس کی آغوش ہے اس بن میں سلائی بیٹا
نیند کس طرح مجھے چھوڑ کے آئی بیٹا
ماں کو بھی پاس بلا لو وہیں سوتے ہو جہاں

ہو مرے لعل کہاں

لوریاں دیتا ہے گہوارہ ہلاتا ہے کوئی!
پیاس لگتی ہے تو پانی بھی پلاتا ہے کوئی
تھے کئی روز سے تم پیاس کے مارے بے جاں

ہو مرے لعل کہاں

کیسا بستر ہے یہ بتلاؤ جہاں سوتے ہو
کون بہلاتا ہے جب رات کو تم روتے ہو؟
اب بھی آجاؤ کہ آغوش ہے کھولے ہوئے ماں
ہو مرے لعل کہاں

زخم گردن کا خدا جانے دُھلا یا کہ نہیں
جسم سے خوں بھرا کُرتا بھی اُتارا کہ نہیں
کیا لہو زخم سے ناوک کے ابھی تک ہے رواں
ہو مرے لعل کہاں

کیا بتائیں جو ستم ہم نے اٹھائے بیٹا
خیمے سب آکے لعینوں نے جلائے بیٹا
دیکھو جھولے سے تمہارے ابھی اُٹھتا ہے دھواں
ہو مرے لعل کہاں

دیکھ لوں تم کو بس اک بار یہی حسرت ہے!
کیسے دکھلاؤں کہ جو دل کی مرے حالت ہے
جب سے تم روٹھ گئے مٹ گئے سارے ارماں
ہو مرے لعل کہاں

صبح ہو گی تو خدا جانے ستم کیا ہو گا!
یہ سنا ہے کہ نئے دیس میں جانا ہو گا
چھوٹ کر قید سے کیا جانے کب آنا ہو یہاں

ہو مرے لعل کہاں

تم اکیلے ہو وہاں اور ہیں ہر سو دشمن
ساتھ میں ہوں نہ پھوپھی ہیں نہ کوئی پاس بہن
ہائے کیا ہو گا کہ کر ڈک اٹھی اگر کوئی کماں

ہو مرے لعل کہاں

بین اک لوٹے ہوئے دل کے مجاہد لکھ کر
کر دیا تو نے عزاداروں میں برپا محشر
شور گریہ سے ہیں آثار قیامت کے عیاں

ہو مرے لعل کہاں

نوحہ

شہ نے یہ خیمے کے در سے دی صدا۔ اصغر چلو
اب نہیں کوئی ہمارا آسرا ۔ اصغر چلو

باپ ہے تنہا تمہارا اور دشمن چار سو
ہو چکی ظلم و ستم کی انتہا۔ اصغر چلو

تم کو لائے تھے اسی دم کی رفاقت کے لئے
آخری فدیہ کریں پیشِ خدا۔ اصغر چلو

اب نہ اکبرؑ ہیں نہ قاسمؑ اور نہ عباسؑ علیؑ
کر چکے ہیں فرض سب اپنا ادا۔ اصغر چلو

ساتھیوں میں اب نہ مسلم ہیں نہ باقی ہیں حبیب
آچکی ہے سب کو مقتل میں قضا۔ اصغر چلو

فرض ہے تم پر بھی بیٹا کچھ تو خدمت باپ کی
آج کرنا ہے تمہیں یہ حق ادا۔ اصغر چلو

چھوڑ دو اے لعل اب آغوش مادر چھوڑ دو

وقت یہ ہرگز نہیں آرام کا۔ اصغر چلو

چھوڑ کر جھولے کو آجاؤ ہماری گود میں

مان لو آخر یہ کہنا باپ کا۔ اصغر چلو

نہ کہنا ماں سے تم جاتے ہو مرنے کے لئے

مامتا دے گی نہ مقتل کی رضا۔ اصغر چلو

چھوڑنا ہے آج سے بیٹا تمہیں مادر کا ساتھ

بھول جاؤ ماں کی الفت کا مزہ ۔ اصغر چلو

ہاتھ جب ہوں گے رسن بستہ تو لے گی کس طرح

کل تمہیں آغوش میں وہ غم زدہ۔ اصغر چلو

تم کو دینا ہے لہو دین پیمبرؐ کے لئے

تیر کھانے حلق پر اے مہ لقا۔ اصغر چلو

سُرخ رو کر دو ہمیں بیٹا خدا کے سامنے

حرملہ کے تیر پر رکھنے گلا ۔ اصغر چلو

تم بھی دکھلا دو کہ پوتے ہو خدا کے شیر کے

آج ہے خیبر سے بڑھ کر معرکہ۔ اصغر چلو

سچ تو یہ ہے تین دن کی پیاس سے تم ہو نڈھال
مانگ کر دیکھیں کے کوزہ آب کا۔ اصغر چلو

پھیر نا تم بھی لبوں پر اپنی چھوٹی سی زباں
رحم کھائیں تم پہ شاید اشقیا۔ اصغر چلو

گود میں دادی کی سونا آج سے جنت میں تم
لو سنو آتی ہے زھراؑ کی صدا۔ اصغر چلو

کس طرح جنگل میں تم تنہا رہو گے رات کو
ہو گی ماں قیدِ ستم میں مبتلا۔ اصغر چلو

چھوڑ کر کس دل سے جائے گی تمہیں بالو یہاں
جائے گا رانڈوں کا جس دم قافلہ۔ اصغر چلو

یہ سرِ محشر مجاھد کو صدا دیتا ھے کون
دے رھے ھیں نوحہ خوانی کا صلہ اصغر چلو

نوحہ شامِ غریباں

لٹ گیا زہراؑ کا گھر جائیں حرم اب کہاں
شام وہم خاک پر بیٹھی ہیں سیدانیاں
مرگئے انصارِ شاہ۔ اب نہیں حق کی سپاہ
عونؑ و محمدؑ نہیں کوئی سہارا نہیں
قاسمؑ واکبرؑ نہیں چھا گئیں تنہائیاں
ہو چکے عباسؑ بھی باغِ ارم کو رواں
کٹ چکا شہؑ کا گلا۔ یہ بھی ستم ہو چکا
کوئی محافظ نہیں کوئی بھی وارث نہیں
پنجتنؑ پاک کا مٹ گیا نام و نشاں
ہو گئے بچے یتیم۔ رانڈ ہوئیں بی بیاں
ہائے وہ شامِ الم سایۂ دامانِ غم
چھائی ہوئی ہر طرف موت کی ویرانیاں

آئے سکینہ کو چین کس طرح بعدِ حسینؑ
منہ پہ طمانچے لگے چھینی گئیں بالیاں

نازونعم کی پلی شاہ کی وہ لاڈلی
باپ کی آغوش سے چھوٹ کے سوئے کہاں

سارے ستم ہو چکے خیمے بھی سب جل چکے
لوٹ چکے اشقیا مسندِ شاہِ زماں

خاک کا بستر ہے اب آلِ پیمبرؐ ہے اب
والی و وارث نہیں رات ہے تنہائیاں

رات اسی خوف میں رانڈوں نے کی ہے بسر
صبح کو لے جائے اب دیکھئے لشکر کہاں

سن کے مجاہد یہ حال کیوں نہ کلیجہ پھٹے
کیسے محن میں ہے آہ آلِ شہِ دوجہاں

نوحہ

شہید ہو گئے اصغر اجڑ گیا جھولا!
جھلا رہی ہے تصور میں ماماتا جھولا

قضا کی نیند اسے آ گئی ہے مقتل میں
وہ شیر خوار کہ آباد جس سے تھا جھولا

نہ لوریوں کی صدائیں ہیں اب نہ رونے کی
گیا صغیر تو ویران ہو گیا جھولا

کسے گماں تھا کرب و بلا کے جنگل میں
جلا کے خیموں کو لوٹیں گے اشقیا جھولا

نہ لاتیں اصغر بے شیر کو جو ماں ہمراہ
نہ ساتھ آتا مدینے سے کربلا جھولا

سپرد بچے کو کر آتیں اپنی صغریٰ کے
جھلاتی اس کو شب و روز فاطمہؑ جھولا

بہل ہی جاتا کسی طرح چھوٹ کر ماں سے
یہ سچ ہے دیتا نہ آغوش کا مزہ جھولا

سفر کے وقت یہ اصرار بھی تھا صغریٰ کا
نہ لے کے جاؤ خدارا صغیر کا جھولا

تمہارے بعد بہل جاؤنگی میں اصغر سے
جُھلا جُھلا کے گذاروں گی بھائی کا جھولا

سفر میں دے گئے فرقت کا داغ اصغرؑ بھی
گئے ہیں جب سے وہ ویران ہوگیا جھولا

عجب ہے معرکۂ حق میں قتلِ اصغر بھی
اسی عظیم شہادت کی ہے بقا جھولا

مگر چلی تھی برائی بھی ساتھ قسمت کی
وطن سے بہر سفر ساتھ جب چلا جھولا

پسند آگئی آغوش کربلا ان کو
ہوئی ہے گود بھی خالی ٹھہر گیا جھولا

جو سنگ دل ہیں مجاھد وہ کیا کریں احساس
کہ اہلِ دل کو دلاتا ہے یاد کیا جھولا

★

نوحہ

بسلسلہ شہادت امیرالمومنین حضرت علی علیہ السّلام

علیؑ کی عبادت کی یہ انتہا ہے
کہ سر سجدۂ حق میں زخمی ہوا ہے
کہا جس کو احمدؐ نے مَن کُنتُ مَولیٰ
ستم اس پہ دنیا نے کیسا کیا ہے
جو تھا جانشینِ رسولِؐ دوعالم
اسے خانۂ حق میں زخمی کیا ہے
کئے جس نے احسان تم پر ہزاروں
مسلمانوں اس کو یہ بدلہ دیا ہے

محافظ رہا تھا جو ہر دم نبیؐ کا
ستم اس پہ بعدِ نبیؐ ہو رہا ہے
لگائی ہے تیغ ابن ملجم نے ایسی
سرِ شاہِ دیں سے لہو بہہ رہا ہے
لرزتی ہے مسجد کی دیوار اور در
ملائک میں اک شورِ آہ و بکا ہے
جو کرتا رہا سر قلم مشرکوں کے
وہی آج مجروحِ تیغِ جفا ہے
چلے لے کے حسنینؑ زخمی پدر کو
نبیؐ کے گھرانے میں محشر بپا ہے
تڑپتی ہیں کلثومؑ روتی ہیں زینبؑ
حرم میں بپا شورِ آہ و بکا ہے
پھر آئی جو اکیسویں شب جہاں میں
سِوا غیر حالِ شہِ دوسرا ہے
بنائے حسنؑ کو رموزِ امامت
ہر اک کو انھیں کے حوالے کیا ہے

بلا کر حسینؑ اور عباسؑ کو پھر
سپرد ان کے اس باوفا کو کیا ہے

قضا کر گئے آج شاہ دو عالم
زمیں کانپ اٹھی عرش کو زلزلہ ہے

جنوں میں ہے ماتم ملائک ہیں گریاں
دو عالم میں ماتم علیؑ کا بپا ہے

ولادت ہے کعبہ شہادت ہے مسجد
علیؑ ابتدا ہے علیؑ انتہا ہے

کرو تم بھی آہ و فغاں اے مجاہد
ہمارا امام آج رخصت ہوا ہے

سلام

زندگی ہے ماتمِ شاہِ ہُدا کے واسطے
اور مرنا ہے تو شاہِ کربلا کے واسطے

ہے نبیؐ سے دوستی آلِ نبیؐ سے دشمنی
کیسا یہ اسلام ہے سوچو خدا کے واسطے

جب کوئی مشکل پڑی نکلا زباں سے یا علیؑ
پھر وہی دینے لگے مشکل کشا کے واسطے

کون پیارا ہے خدا کو، دیکھ لو بعدِ نبیؐ
تیغ بھیجی حق نے شاہِ لافتیٰ کے واسطے

دو جہاں میں کون ہو سکتا تھا دامادِ نبیؐ
گر علیؑ پیدا نہ ہوتے فاطمہؑ کے واسطے

ایک ذاتِ کبریا ہے ایک حبِّ اہلبیت
باقی سب پیدا کیا حق نے فنا کے واسطے

دیکھ لو پہچان لو یہ ہیں محافظ دین کے
مٹ گئے شبیرؑ خود حق کی بقا کے واسطے

لے چلے اہل حرم کو ننگے سر جب اشقیا
تھا نواسہ جو نبیؐ کا قتل اس کو کر دیا
منتیں کرتی تھیں زینبؑ اک ردا کے واسطے
بھول بیٹھے دشمن دین مصطفیٰؐ کے واسطے

دیکھ کر میت علی اصغرؑ کی یہ بولیں ربابؑ
پڑ گئی زینبؑ کی فرق شاہِ والا پر نظر
تم یہاں آئے تھے کیا تیر قضا کے واسطے
ہاتھ اٹھائے آپ نے جب بد دعا کے واسطے

قید میں بھی یاد اصغرؑ کی ستاتی ہی رہی!
روئیں بانوؑ روز و شب اس مہ لقا کے واسطے
جا کے رکھ دوں اپنی پیشانی درِ شبیرؑ پر
دل تڑپتا ہے مجاھد کربلا کے واسطے

الوداع

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

▲▲▲

یہ صدائے فغاں اور یہ مجلسیں
ماتم و نوحہ اور غم کی یہ زینتیں
چاہتا ہے یہ دل یوں ہی قائم رہیں
آہ پھٹتا ہے دل کس طرح سے کہیں

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

پھر کہاں ہوں گی یہ بزم آرائیاں
پھر کہاں یہ علم اور یہ غم کے نشاں
پھر کہاں غم کی یہ مجلسیں پھر کہاں
پھر کہاں ہوں گی یہ شب کی بیداریاں

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

مجلسوں کی یہ مصروفیت پھر کہاں

روز و شب کی یہ مشغولیت پھر کہاں

زندگی کی یہ موزونیت پھر کہاں

تو نہیں تو یہ مقبولیت پھر کہاں

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

بزم ہستی ترے بعد ہو گی اداس

صبح کی کوئی امید شب کی نہ آس

کیا کریں گے کہ ہو گی ہر اک سمت یاس

ہم تو گھبرا کے ہو جائیں گے بد حواس

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

میرے مہمان ہے آخری یہ سلام

تجھ پہ قربان ہے آخری یہ سلام

شاہِ ذیشان ہے آخری یہ سلام

دل ہے ویران ہے آخری یہ سلام

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

مومنو! غم کی یہ آخری رات ہے
دیدۂ نم کی یہ آخری رات ہے
اشک پیہم کی یہ آخری رات ہے
شہ کے ماتم کی یہ آخری رات ہے

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

نوحہ و غم میں ہو آج کی شب بسر
شہ کا ماتم رہے شام سے تا سحر
دل سے نکلے فغاں اور ہو آنکھ تر
ہو زباں پر یہی نالۂ پُر اثر

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

آج ہے رخصتِ شاہِ ہر دوسرا
آج ہے رخصتِ اصغرؑ مہ لقا
آج ہے رخصتِ اکبرؑ خوش نوا
آج رخصت ہوا جو علمدار تھا

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

اب کہاں ہو گا عباسؑ کا یہ نشاں

اب کہاں ہو گا یہ نوحہ اور یہ فغاں

یہ جلوس اب کہاں یہ علم اب کہاں

اب کہاں ہو گی پھر ایسی رونق یہاں

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

زندگی کل سے ویران ہو جائے گی

کل سے ہر سانس بے جان ہو جائیگی

کل سے ہر بزم سنسان ہو جائے گی

بزم ہستی پریشان ہو جائے گی

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

بخش دے ہو گئی ہو جو کوئی خطا

حقِ خدمت نہ ہم سے ادا ہو سکا

غم یہی ہے نہ جی بھر کے ماتم کیا

تیری خاطر نہ کیوں اپنا سر دے دیا

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

گر جیے سال بھر پھر کریں گے یہ غم

روئیں گے پھر ترے غم میں مل کر بہم

اور جو مر گئے تو یہ ہو گا الم

ہائے افسوس جی بھر کے روئے نہ ہم

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

الوداع اے شہ مشرقین الوداع

بنت احمدؐ کے اے نورِ عین الوداع

ہے مجاہد کے لب پر یہ بین الوداع

الوداع اے حسینؑ اے حسینؑ الوداع

▼▼▼

تنویرِ عزا

مجاہد لکھنوی

کے دیگر سلام و نوحہ جات کا مجموعہ

زیدی بک ڈپو

کھارادر — کراچی

سے طلب فرمائیے

▼